



سوال

(40) قربانی کے تین دن ہیں

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترم حافظ صاحب میری، اللہ سے دعا ہے کہ اللہ آپ کو صحت و عافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور اللہ آپ کے رسالے ”الحديث“ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ محترم الشیخ ”الحديث“ کا ہر شمارہ علم و تحقیق کا شاہکار اور تحقیقی مضامین کا گہوارہ ہوتا ہے۔ محترم الشیخ آپ نے رسالے کی قیمت سالانہ ۲۰۰ روپے رکھی ہے اگر یہ ایک رسالہ مجھے ۲۰۰ روپے کا بھی ملے تو میں یہ رسالہ لینے کے لئے تیار ہوں۔ اللہ آپ کو اس محنت کو قبول فرمائے (آمین) مگر افسوس! اتنا تحقیقی رسالہ ہمارے اہل حدیث بھائیوں تک نہیں پہنچتا اور وہ قرآن و حدیث پر مبنی اس رسالے سے ناواقف ہیں۔ اہل حدیث بھائیوں کے علاوہ پاکستان کے تمام اہل حدیث علماء کے پاس بھی یہ رسالہ نہیں پہنچ رہا صرف چند ایک علماء کے پاس یہ رسالہ پہنچتا ہے۔ میری آپ سے اور تمام اہل حدیث بھائیوں سے گزارش ہے کہ اس رسالے کو اکثر اہل حدیث علماء تک پہنچائیں اور اہل حدیث طلباء جو مدارس میں پڑھ رہے ہیں وہاں بھی یہ رسالہ پہنچنا چاہئے تاکہ نوجوان نسل میں علم و تحقیق کی لہر دوڑے اور وہ اس رسالے کو پڑھ کر تحقیق کی طرف آئیں اور وہ اسماء الرجال کا علم حاصل کریں اور وہ مسلک اہل حدیث کی خوب خدمت کر سکیں۔

محترم الشیخ صاحب! میرے اس خط اور میرے مندرجہ ذیل سوال کو ماہنامہ ”الحديث“ میں شائع کریں۔ اس ضروری تمہید کے بعد آپ سے سوال یہ ہے کہ کیا چوتھے دن قربانی کرنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے؟ میں نے بعض علماء سے سنا ہے کہ چوتھے دن قربانی کرنے والی جو احادیث ہیں وہ ضعیف ہیں اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ قربانی تین دن ہے۔

اس سلسلے میں ہفت روزہ الہ حدیث میں فضیلۃ الشیخ عبدالستار حماد حفظہ اللہ نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ قربانی چار دن ہے ان کے دلائل درج ذیل ہیں :

فضیلۃ الشیخ نے لکھا ہے کہ ”قربانی، عید کے بعد تین دن تک کی جاسکتی ہے۔ عید دسویں (۱۰) ذوالحجہ کو ہوتی ہے، اس کے بعد تین دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں۔ ایام تشریق کو ذبح کے دن قرار دیا گیا ہے چنانچہ حضرت جیم بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں (مسند امام احمد ص ۸۲ ج ۲) اگرچہ اس روایت کے متعلق کہا جاتا ہے کہ منقطع ہے لیکن امام ابن حبان اور امام بیہقی نے اسے موصول بیان کیا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ (صحیح الجامع الصغیر: ۲۵۳۷)

بعض فقہاء نے عید کے بعد صرف دو دن تک قربانی کی اجازت دی ہے ان کی دلیل درج ذیل امر ہے :

قربانی یوم الاضحی کے بعد دو دن تک ہے (بیہقی ص ۲۹۷ ج ۹) لیکن یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا قول ہے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرفوع حدیث کے مقابلہ میں پیش نہیں کیا جاسکتا لہذا قابل حجت نہیں۔ علامہ شوکانی نے اس کے متعلق پانچ مذاہب ذکر کئے ہیں پھر اپنا فیصلہ باس الفاظ لکھا ہے : ”تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں اور وہ یوم النحر کے بعد تین دن ہیں۔“ (نیل الاوطار ص ۱۲۵ ج ۵)

واضح رہے پہلے دن قربانی کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی پر عمل پیرا رہے ہیں لہذا بلاوجہ قربانی دیر سے نہ کی جائے اگرچہ بعض حضرات کا خیال ہے کہ غرباء مساکین کو فائدہ پہنچانے کیلئے تاخیر کرنا افضل ہے لیکن یہ محض ایک خیال ہے جس کی کوئی منقول دلیل نہیں ہے۔ نیز اگر کسی نے تیرہ (۱۳) ذوالحجہ کو قربانی کرنا ہو تو

غروب آفتاب سے پہلے قربانی کر دے کیونکہ غروب آفتاب کے بعد اگلا دن شروع ہو جاتا ہے۔ (ہفت روزہ اہل حدیث جلد ۳۸-۳۹ تا ۴۰ ربيع الثاني ۱۴۲۸ھ ۲۰۰۷ء اپریل تا مئی ۲۰۰۷ء)

یہ وہ دلائل ہیں جن کو حافظ عبدالستار حماد حفظہ اللہ نے بیان کیا ہے۔

محترم الشیخ صاحب مندرجہ بالا دلائل اور ان کے علاوہ چوتھے دن قربانی کے جتنے دلائل ہیں ان کو بیان کریں اور ان کی اسنادی حیثیت کو واضح کریں اور اس مسئلہ قربانی کے بارے میں صحیح ترین تحقیق بیان فرمائیں، اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

اس سوال کو الحدیث میں شائع کریں اور اس کا جواب تحریر فرما کر جوابی لفافے میں بھی ارسال فرمائیں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

مسند احمد (۸۲/۳ ج ۱۶۵۲) والی روایت واقعی منقطع ہے۔

سلیمان بن موسیٰ نے سیدنا جعیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔ امام بیہقی نے اس روایت کے بارے میں فرمایا: ”مرسل“ یعنی منقطع ہے۔ (السنن الکبریٰ ج ۵ ص ۲۳۹، ج ۹ ص ۲۹۵)

امام ترمذی کی طرف منسوب کتاب العلل میں امام بخاری سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: ”سلیمان لم یدرک احدا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ سلیمان (بن موسیٰ) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی کو بھی نہیں پایا۔ (العلل الکبیر ۱/۳۱۳)

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ کسی صحیح دلیل سے یہ ثابت نہیں ہے کہ سلیمان بن موسیٰ نے سیدنا جعیر رضی اللہ عنہ کو پایا ہے۔ آنے والی روایت (نمبر ۲) سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ سلیمان بن موسیٰ نے سیدنا جعیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نہیں سنی۔

نیز دیکھئے نصب الراية (۶۱/۳)

روایت نمبر ۲:

صحیح ابن حبان (الاحسان: ۳۸۴۳، دوسرا نسخہ: ۳۸۵۴) والکامل لابن عدی (۱۱۱۸/۳)، دوسرا نسخہ (۲۶۰/۳) والسنن الکبریٰ للبیہقی (۲۹۶، ۲۹۵/۹) اور مسند البزار (کشف الاستار ۲/۲۴ ح ۱۱۲۶) وغیرہ میں ”سلیمان بن موسیٰ عن عبد الرحمن بن ابی حسین عن جعیر بن مطعم“ کی سند سے مروی ہے کہ »وفی کل ایام التشریف ذبح« اور سارے ایام تشریف میں ذبح ہے۔ یہ روایت دو وجہ سے ضعیف ہے:

(۱) حافظ البزار نے کہا: ”وابن ابی حسین لم یلق جعیر بن مطعم“



اور (عبدالرحمن) ابن ابی حسین کی جعیر بن مطعم سے ملاقات نہیں ہوئی۔ (البحر الزخار ۸/۳۶۳ ح ۳۴۴۲، نیز دیکھئے نصب الراية ج ۳ ص ۶۱ والتمهید نسخہ جدیدہ ۱۰/۲۸۳)
(۲) عبدالرحمن بن ابی حسین کی توثیق ابن حبان (الثقات ۵/۱۰۹) کے علاوہ کسی اور سے ثابت نہیں ہے لہذا یہ راوی مجہول الحال ہے۔

روایت نمبر ۳:

طبرانی (المعجم الکبیر ۲/۳۸۱ ح ۱۵۸۳) بزار (البحر الزخار ۸/۳۶۳ ح ۳۴۴۳) بیہقی (السنن الکبریٰ ۵/۲۳۹، ۹/۲۹۲) اور دارقطنی (السنن ۲/۲۸۳ ح ۲۴۱۱) وغیرہم نے ”سید بن عبدالعزیز عن سعید بن عبدالعزیز التتوخی عن سلیمان بن موسیٰ عن نافع بن جعیر بن مطعم عن ابیہ“ کی سند سے مرفوعاً نقل کیا کہ «ایام التشریق کما ذبح» تمام ایام تشریق میں ذبح ہے۔
اس روایت کا بنیادی راوی سید بن عبدالعزیز ضعیف ہے۔ (دیکھئے تقریب التہذیب: ۲۶۹۲)

حافظ بیہقی نے کہا: ”وضعف جمہور الائمة“

اور اسے جمہور اماموں نے ضعیف کہا ہے۔ (مجمع الزوائد ۳/۱۲۴)

روایت نمبر ۴:

ایک روایت میں آیا ہے کہ «عن سلیمان بن موسیٰ ان عمرو بن دینار حدثہ عن جعیر بن مطعم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: کل ایام التشریق ذبح» (سنن الدار قطنی ۲/۲۸۳ ح ۲۴۱۳، والسنن الکبریٰ للبیہقی ۵/۲۹۶)

یہ روایت دو وجہ سے مردود ہے:

(۱) اس کا راوی احمد بن عیسیٰ الخشاب سخت مجروح ہے۔

دیکھئے لسان المیزان (ج ۱ ص ۲۴۰-۲۴۱)

(۲) عمرو بن دینار کی جعیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

دیکھئے الموسوعة الحديثية (ج ۲ ص ۳۱۴)

تنبیہ:

ایک روایت میں ”الولید بن مسلم عن حفص بن غیلان عن سلیمان بن موسیٰ عن محمد بن المنکدر عن جعیر بن مطعم“ کی سند سے آیا ہے کہ ”عرفات موقف وادفعوا من عرفة والمزدلفة موقف وادفعوا عن محسر“ (مسند الشامیین ۲/۳۸۹ ح ۱۵۵۶، ونصب الراية ۳/۶۱ مختصراً)

اس روایت کی سند ولید بن مسلم کی حدیث کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس میں ایام تشریق میں حج کا بھی ذکر نہیں ہے۔

خلاصہ تحقیق :

ایام تشریق میں ذبح والی روایت اپنی تمام سندوں کے ساتھ ضعیف ہے لہذا اسے صحیح یا حسن قرار دینا غلط ہے۔

آثار صحابہ :

روایت مسلولہ کے ضعیف ہونے کے بعد آثار صحابہ کی تحقیق درج ذیل ہے :

(۱) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”الاضحیٰ یومان بعد یوم الاضحیٰ“ قربانی والے دن کے بعد (مزید) دو دن قربانی (ہوتی) ہے۔ (موطا امام مالک ج ۲ ص ۲۸۷ ح ۱۰۷۱ و سندہ صحیح، السنن الکبریٰ للبیہقی ۲۹۷/۹)

(۲) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”النحر یومان بعد یوم النحر“ قربانی کے دن کے بعد دو دن قربانی ہے اور افضل قربانی نحر والے (پہلے) دن ہے۔ (احکام القرآن للطحاوی ۲۰۵/۲ ح ۱۵۷۱، وسندہ حسن)

(۳) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”الاضحیٰ یومان بعدہ“ قربانی والے (اول) دن کے بعد دو دن قربانی ہوتی ہے۔ (احکام القرآن للطحاوی ۲۰۲/۲ ح ۱۵۷۶، وهو صحیح)

(۴) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”النحر ثلاثہ ایام“ قربانی کے تین دن ہیں۔ (احکام القرآن للطحاوی ۲۰۵/۲ ح ۵۶۹، وهو حسن)

تنبیہ :

احکام القرآن میں ”حماد بن سلمہ بن کھیل عن جتہ عن علی“ ہے جبکہ صحیح ”حماد عن سلمہ بن کھیل عن جتہ عن علی“ ہے جیسا کہ کتب اسماء الرجال سے ظاہر ہے اور حماد سے مراد حماد بن سلمہ ہے۔ والحمد للہ

ان کے مقابلے میں چند آثار درج ذیل ہیں :

(۱) حسن بصری نے کہا: عید الاضحیٰ کے دن کے بعد تین دن قربانی ہے۔ (احکام القرآن للطحاوی ۲۰۶/۲ ح ۱۵۷۷ وسندہ صحیح، السنن الکبریٰ للبیہقی ۲۹۷/۹ وسندہ صحیح)

(۲) عطاء (بن ابی رباح) نے کہا: ایام تشریق کے آخر تک (قربانی ہے) (احکام القرآن ۲۰۶/۲ ح ۱۵۷۸ وسندہ حسن، السنن الکبریٰ للبیہقی ۲۹۶/۹ وسندہ حسن)

(۳) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”الاضحیٰ یومان بعدہ“ قربانی والے (اول) دن کے بعد دو دن قربانی ہوتی ہے۔ (احکام القرآن للطحاوی ۲۰۶/۲ ح ۱۵۷۶، وهو صحیح)

(۴) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”النحر ثلاثہ ایام“ قربانی کے تین دن ہیں۔ (احکام القرآن للطحاوی ۲۰۵/۲ ح ۵۶۹، وهو حسن)

تنبیہ :

احکام القرآن میں ”حماد بن سلمہ بن کھیل عن جتہ عن علی“ ہے جبکہ صحیح ”حماد عن سلمہ بن کھیل عن جتہ عن علی“ ہے جیسا کہ کتب اسماء الرجال سے ظاہر ہے اور حماد سے مراد

حماد بن سلمہ ہے۔ والحمد للہ

ان کے مقابلے میں چند آہٹا درج ذیل ہیں :

(۱) حسن بصری نے کہا : عید الاضحیٰ کے دن کے بعد تین دن قربانی ہے۔ (احکام القرآن للطحاوی ۲/۲۰۶ ح ۵۷۷۷ و سندہ صحیح، السنن الکبریٰ للبیہقی ۹/۲۹۷ و سندہ صحیح)

(۲) عطاء (بن ابی رباح) نے کہا : ایام تشریق کے آخر تک (قربانی ہے) (احکام القرآن ۲/۲۰۶ ح ۵۷۷۷ و سندہ حسن، السنن الکبریٰ للبیہقی ۹/۲۹۷ و سندہ حسن)

(۳) عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا : ”الاضحیٰ یوم النحر وثلاثۃ ایام بعدہ“ قربانی عید کے دن اور اس کے بعد تین دن ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۹/۲۹۷ و سندہ حسن)

امام شافعی اور عام اہل حدیث علماء کا یہی فتویٰ ہے کہ قربانی کے چار دن ہیں۔ بعض علماء اس سلسلے میں سیدنا یحییٰ بن مطعم رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب روایت سے بھی استدلال کرتے ہیں لیکن یہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ سابقہ صفحات پر تفصیلاً ثابت کر دیا گیا ہے۔

(۴) سیدنا ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمان اپنی قربانیاں خریدتے پھر انہیں (کھلا کھلا کر) موٹا کرتے پھر عید الاضحیٰ کے بعد آخری ذوالحجہ (تک) کو ذبح کرتے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۹/۲۹۷ و سندہ صحیح) !!

ان سب آہٹا میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وغیرہ کا قول راجح ہے کہ قربانی تین دن ہے : یعنی عید الاضحیٰ اور اس کے بعد والے دو دن۔

ابن حزم نے ابن ابی شیبہ سے نقل کیا ہے کہ ”نازید بن الحباب عن معاویہ بن صالح : حدیثی ابو مریم : سمعت اباہیرۃ یقول : الاضحیٰ ثلاثۃ ایام“ یعنی سیدنا ابوالہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قربانی تین دن ہے۔ (المحلی ج ۷، ص ۳۷۷ مسئلہ ۹۸۲)

اس روایت کی سند حسن ہے لیکن مصنف ابن ابی شیبہ (مطبوع) میں یہ روایت نہیں ملی۔ واللہ اعلم

فائدہ :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا میں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع فرمایا تھا، بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ یہ ممانعت اس کی دلیل ہے کہ قربانی تین دن ہے والا قول ہی راجح ہے۔ اس ساری تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صراحتاً اس باب میں کچھ بھی ثابت نہیں ہے اور آہٹا میں اختلاف ہے لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور جمہور صحابہ کرام کا یہی قول ہے کہ قربانی کے تین دن (عید الاضحیٰ اور دو دن بعد) ہیں، ہماری تحقیق میں یہی راجح ہے اور امام مالک وغیرہ نے بھی اسے ہی ترجیح دی ہے۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ علمیہ (توضیح الاحکام)

ج 2 ص 175



محدث فتویٰ